سوال

(119) متعہ کیا چیز ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

متعہ کیا چیز ہے؟ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ کیا کوئی صحابی اس کا قائل تھا۔ شیعہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں متعہ کا حکم واضح فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

متعہ کا لغوی معنی فائدہ حاصل کرنا ہے جیسا کہ امام ابو بکر جصاص نے احکام القرآن ۲/۱۴۲ میں لکھا ہے ''الاستمتاع ھوالانتفاع''اوراصطلاح میں معتہ کا معنی یہ ہے کہ خاص مدت کے لئے کسی قدر معاوضہ پر نکاح کیا جائے۔ لیکن فقہ جعفریہ کی اصطلاح میں جب کوئی مرد کسی عورت کو وقت مقررہ اور اجرت مقررہ کے عوض مجامعت کی خاطر ٹھیکہ پر حاصل کرے تو اس فعل کو متعہ کہتے ہیں۔ جیسا کہ شیعہ کی کتاب فروع کافی ۲/۱۹۱ پر لکھا ہے کہ:

" اِنما ھی مستاجرة "

''ممنوعہ عورت ٹھیکہ کی چیز ہوتی ہے''

ابتدائے اسلام میں متعہ حلال تھا جسے بعد میں قطعی طور پر حرام قرار دے دیا گیا شروع اسلام میں جتنی مرتبہ بھی متعہ حلال ہوا وہ صرف ضرورت شدیدہ اور غزوات وغیرہ میں حالتِ سفر میں ہوا ہے کسی موقعہ پر بھی اس کی حلت حضر میں نہیں ہوئی۔ چنانچہ امام ابو بکر محمد بن موسیٰ حازمی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الاعتبار ۱ ۳۳۱ پر راقم طراز ہیں:

" اِنما کان ذلک یکون فی أسفارھم ولم یبلغنا أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أباحہ لھم وھم فی بیوتھم".

''متعہ کی حلت سفروں میں ہوئی اور ہمیں کوئی حدیث نہیں ملی جس میں یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے حالتِ حضر میں متعہ کی اجازت دی ہو''۔

سیدنا ابو ذر فرماتے ہیں جیسا کہ السنن الکبریٰ ۷/۲۰۷ میں ہے کہ:

" اِنما کانت المتعة لخوفنا ولحربنا".

''حالت خوف اور غزوات کی وجہ سے متعہ حلال ہوا تھا''

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ متعہ صرف اضطرار اور ضرورت شدیدہ کے وقت مباح تھا عام حالات میں نہیں جیسا کہ شیعہ حضرات سمجھتے ہیں۔ قرآنی نصوص اور احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ متعہ قطعی طور پر حرام ہوچکا ہے اور اسلام نے نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے وہ ہی طریقے روا رکھے ہیں چنانچہ ارشاد خداوندی ہے :

''وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کی ملک یمین (لونڈیاں) ہوں وہ قابل ملامت نہیں البتہ جو ان کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی زیادتی کرنے والے ہیں۔'' (المومنون : ۵۷۔۲۳' المعارج : ۳۱۔ ۲۹'۷۰)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن نے حلت جماع کو دو چیزوں (زوجیت و ملک یمین) میں منحصر کردیا ہے زن متعہ ان دو صورتوں میں سے کسی بھی میں بھی داخل نہیں۔ زوجہ اس لئے نہیں کہ لوازم زوجیت، میراث، طلاق، عدت، نفقہ، ایلاء و ظہار، لعان وغیرہ کی یہاں مستحق نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مملوکہ بھی نہیں کیونکہ اس کی بیع، ہبہ اور اعتاق وغیرہ بھی جائز نہیں۔

علماء شیعہ بھی اس بات کے معترف ہیں کہ زن متعہ زوجیت میں داخل نہیں چنانچہ کتاب اعتقادات ابنِ بابویہ میں تصریح ہے کہ :

"أسباب حل المرأة عندنا أربعة ألنكاح وملك اليمين والمتعة والتحليل وقد روى أبو بصير فى البصحيح عن أبى عبدالله الصادق أنه سئل عن المتعة أهى من الأربعة قال لا "

''ہمارے ہاں عورت کی حلت کے چار اسباب ہیں (۱) نکاح (۲) ملک یمین (۳) متعہ (۴) حلالہ اور ابو بصیر نے صحیح میں امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ کیا متعہ چار سے ہے تو فرمایا نہیں''۔

امام قرطبی اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن ۱۲/۷۲ پر رقمطراز ہیں :

"ہذا یقتضی تحریم - نکاح المتعة لأن المتمتع بها لا تجری مجری الزوجات لا ترث ولا تورث ولا یلحق به ولدها ولا یخرج من نکاحها بطلاق یستأنف لها وإنما یخرج بانقضاء التی عقدت علیها و صارت کالمستاجرة."

''یہ آیت حرمت متعہ پر دلالت کرتی ہے کیونکہ ممتوعہ عورت زوجات کے حکم میں نہیں ہے۔ ممتوعہ عورت نہ خود کسی کی وارث ہوتی ہے اور نہ اس کا کوئی وارث ہوتا ہے اور نہ بچے کا الحاق متعہ کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے اور نہ ہی طلاق کے ساتھ اس سے جدا ہوتی ہے بلکہ طے شدہ مدت کے ختم ہوتے ہی خود بخود اس سے علیحدہ ہوجاتی ہے۔ لہٰذا یہ بیوی کے حکم میں نہیں بلکہ یہ اجرت پر حاصل شدہ چیز ہے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے :

''جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو تین تین اور چار چار سے نکاح کرو لیکن اگر تمہیں ان کے ساتھ انصاف نہ کرسکنے کا اندیشہ ہو تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا ان عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضہ میں ہیں۔'' (النساء : ۳)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نکاح چار تک محدود ہے اور متعہ میں کوئی عدد مقرر نہیں ہوتا جیسا کہ شیعہ کی معتبر کتاب تہذیب الاحکام کتاب النکاح میں ہے :

" تزوج منهن ألفا فإنهن مستأجرات "

''چاہے ہزار سے متعہ کرے کیونکہ وہ ٹھیکہ کی چیز ہے''

اس آیت سے دوسرا مقصود ایسی صورتوں کا بیان کرنا ہے جس میں حق تلفی کا کوف نہ ہو اور یہ معنی متعہ و حلالہ میں بہ نسبت منکوحہ و مملوکہ کے زیادہ ہے کیونکہ مملوکہ کے کچھ ایسے حقوق ہیں جن کو ادا نہ کرنا ظلم ہے بخلاف زن متعہ کے کہ اس کا سوائے اُجرت مقررہ کے اور کوئی حق نہیں اور حلالہ میں تو یہ بھی نہیں ہے مفت کا سودا ہے پس اگر متعہ و حلالہ مباح ہوتے تو اس موقع پر ان کا ذکر ضرور ہوتا کیونکہ ان میں حق تلفی کا کوئی خوف نہیں۔ حرمت متعہ کے متعلق قرآنی دو آیات کے بعد اب چند ایک صحیح احادیث ملاحظہ فرمائیں :

((وَعَنْ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ : «أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَتْحَ مَكَّةَ، قَالَ : فَأَقَمْنَا بِهَا خَمْسَةَ عَشَرَ، فَأَذِنَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ إلَى أَنْ قَالَ : فَلَمْ أَخْرُجْ حَتَّى حَرَّمَهَا رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -» وَفِي رِوَايَةٍ «أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ إنِّي كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ مِنْ النِّسَاءِ وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ ذَلِكَ إلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهُ وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا))

''سبرۃ جہنی سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگوں میں نے تم کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی اور اب اللہ تعالی نے اس کو قیامت کے دن تک کے لئے حرام کر دیا ہے سو جن کے پاس ان میں کوئی ہو تو چاہیے کہ اس کو چھوڑ دے اور جو چیز تم ان کو دے چکے ہو وہ واپس نہ لو۔'' (ابوداؤد ۲۹۰، مسلم ۱/۴۵۱، نیل الاوطار ۴/۱۳۴)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

((حرم المتعۃ الطلاق والعدۃ والمیراث))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیبر کے دن متعہ سے منع فرمادیا اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے۔'' (مسلم ۱۰۲۷، ۱۴۰۷)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((عن علی قال حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر لحوم الحمر الأہلیۃ ونکاح المتعۃ))

''طلاق، عدت اور میراث نے متعہ کو حرام کر دیا ہے۔''

امامیہ شیعہ کی معتبر کتاب فروع کافی اور تہذیب الاحکام میں بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کا گوشت اور متعہ حرام کر دیا۔'' (تہذیب الاحکام ۲/۱۸۶، استبصار ۳/۱۴۲، فروع کافی ۲/۱۹۲)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق جو کہا جاتا ہے کہ وہ متعہ کو حلال سمجھتے تھے اس کی حقیقت یہ ہے کہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کچھ عرصہ تک متعہ کو اضطرار اور شدید ضرورت میں جائز سمجھتے رہے پھر بعد میں انہین اس کے نسخ و حرمت کے بارے میں پتہ چلا تو انہوں نے اس سے بھی رجوع کر لیا تھا اور اس کے بعد ہمیشہ متعہ کو حرام ہی سمجھتے رہے۔ امام ترمذی نے ترمذی شریف میں باب ماجاء فی نکاح المتعۃ کا باب قائم کر کے دو حدیثیں نقل کی ہیں پہلی حدیث سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جو اوپر ذکر کر دی گئی ہے اور دوسری حدیث یہ ہے :

((عن ابن عباس قال إنما کانت المتعۃ فی أول الإسلام حتی إذا نزلت الآیۃ (الّا علیٰ ازواجھم او ماملکت ایمانھم) قال ابن عباس فکل فرج سواھما فھو حرام))

''سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ متعہ اوّل اسلام میں جائز تھا یہاں تک کہ آیت (الّا علیٰ ازواجھم او ماملکت ایمانھم) نازل ہوئی تو وہ منسوخ ہو گیا اس کے بعد ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زوجہ اور مملوکہ کے علاوہ ہر طرح کی شرمگاہ سے استمتاع حرام ہے۔'' (ترمذی ۱/۱۳۳)

امام ابو بکر جصاص ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے رجوع کے متعلق فرماتے ہیں :

" ولا نعلم أحدا من الصحابة روى عنه تجريد القول في إباحة المتعة غير ابن عباس وقد رجع عنه حين استقر عنده تحريمها بتواتر الأخبار من جهة الصحابة.))

''تمام صحابہ رضی اللہ عنہ میں سوائے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے کوئی بھی حلت متعہ کا قائل نہیں اور انہوں نے بھی متعہ کے جواز سے اس وقت رجوع کر لیا تھا جب تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعہ کی حرمت ان کے ہاں تواتر کے ساتھ ثابت ہو گئی۔'' (احکام القرآن ۲/۱۵۶)

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ متعہ النساء قیامت تک حرام ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج1

محدث فتویٰ